جمہوریت کو غلط نہیں کہا جا سکتا' جس طرح مسلمانوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے اسلام کو غلط نہیں کہا جا سکتا۔

۲ - عوام کی تعلیم و تربیت ضروری ہے' لیکن اس کا انحصار خواندگی پر نہیں۔ آج جو لوگ جمہوریت کی مٹی پلید کر رہے ہیں اور ملک کا ستیاناس کر رہے ہیں' وہ صرف خواندہ ہی نہیں اعلیٰ تعلیم یافتہ بھی ہیں۔ سیاسی لیڈر' جنرل' بیوروکریٹ' تاجر' اساتذہ' ڈاکٹر' انجینئر' جو خرابیوں کا سرچشمہ ہیں' اسی زمرہ میں آتے ہیں۔

۳ - دنیاوی ناکامی کی صورت میں ہمیں یقیناً ہمیشہ اپنی اخلاقی و تدبیری خامیوں کی تشخیص کرنا چاہیے' اور ان کا تدارک کرنا چاہیے۔ لیکن یہ بات بھی صحیح نہیں کہ ہر ناکامی کی وجہ لازماً ہماری خامی ہی ہو گی۔ جو خامی سے پاک تھے' جیسے انبیا' وہ بھی بعض اوقات اپنی قوموں کو سمجھانے میں ناکام رہے۔

۴ - قرآن و سنت میں یہ کہیں بھی نہیں لکھا ہوا کہ اسلامی حکومت کے سربراہ کو خلیفہ کہلانا چاہیے۔ جب حضرت ابوبکرؓ پہلے خلیفہ منتخب ہوئے تو مسلمانوں نے انھیں خلیفۂ رسول اللہ کہنا شروع کیا۔ یہیں سے خلیفہ اور خلافت کا لفظ رائج ہو گیا۔ ورنہ معروف لقب ہمیشہ "امیر المومنین" رہا۔ سربراہِ حکومت وزیر اعظم بھی کہلا سکتا ہے' صدر بھی۔ ہر زمانہ کی اپنی اصطلاحات ہوں گی۔ جہاں اسلام نے واضح ہدایت نہیں دی' وہاں مسلمان آزاد ہیں کہ جو مناسب سمجھیں وہ کریں۔

۵ - اسلام کی رو سے یہ بھی ضروری نہیں کہ ساری دنیا میں سارے ممالک کو ایک ہی حکومت کے تحت ہونا چاہیے۔ بنو امیہ کے بعد ہی اسپین میں علیحدہ خلافت قائم ہو گئی تھی۔ ہاں' ان کو باہم برسرِپیکار نہ ہونا چاہیے' اور ملتِ کفر کے سامنے یک جان ہونا چاہیے۔ (خ - م)

علما کا فرض

آج ملک میں جو حالات ہیں اس کی وجہ صرف اور صرف یہی ہے کہ علما نے اپنے فرائض کما حقہ' انجام نہیں دیے۔ گھر کی خبر لینے کے بجائے بیرونِ ملک وفود بھیجے جاتے ہیں۔ جماعت کی توجہ بھی باہر ہی زیادہ ہے۔ علما کی اس عدم توجہی کے سبب ہے کہ اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت کی بنا پر ایک عورت کی غیر شرعی حکومت مسلط ہے۔ اس حکمران عورت کو برا بھلا کہنے سے کچھ حاصل نہیں' قصور ان عوام کا ہے جنھیں علما سے صحیح راہنمائی نہیں ملی۔

علما کے فرائض کے بارہ میں چند گذارشات آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہوں گا۔

پہلی بات یہ کہ علما بھی ایک زوال یافتہ معاشرہ کا حصہ ہیں۔ ان کے ادارے بھی ناقص ہیں۔ علمِ دین کے لیے جاتے بھی وہ لوگ ہیں جو کہیں اور نہیں جا سکتے۔ ظاہر ہے کہ وہ چمکتے دمکتے چراغ تو نہیں بن سکتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسلام میں اوّل تو "عالم" عیسائیوں میں پادری کے منصب کی طرح کوئی منصب نہیں' ایک مقام ہے۔ ہمارے ہاں تو ایک ہی منصب ہے' اور وہ رسول کا۔ یا پھر امیر اور حکمراں کا۔ قرآن و حدیث میں کوئی تعریف موجود نہیں کہ کون عالم ہے کون نہیں۔ اگر آپ کو یہ علم ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں' محمدؐ اس کے رسول ہیں' تو آپ عالم ہیں۔ بلکہ یہ تو سب سے بڑا علم ہے۔ اس کے ساتھ اگر آپ کو نماز روزہ کے مسائل معلوم ہیں' آپ کو معلوم ہے کہ اللہ سے سب سے بڑھ کر محبت کرنا چاہیے اور اس کے علاوہ کسی سے نہ ڈرنا چاہیے' اس کے علاوہ نفع نقصان کا مالک کوئی نہیں' قیامت کے دن اس سے ملاقات ہو گی اور ذرہ برابر نیکی اور بدی سامنے آجائے گی' اور جو رسول کی اطاعت کرے اس نے اللہ کی اطاعت کی' سچائی' پاسِ عہد' امانت داری' فیاضی' ادائے حقوق اللہ کو محبوب ہیں' اور اس کے برعکس مغضوب --- تو یہ تو علمِ عظیم ہے۔ یہ علم ہر مسلمان کو حاصل ہے۔

آپ غور کریں تو اللہ تعالیٰ نے امربالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری علما پر کہیں بھی نہیں ڈالی' پوری امت پر ڈالی ہے۔ قرآن و سنت کی تعبیر کے لیے کوئی پوپ اور کالج آف کارڈینلز نہیں بنایا' بلکہ وحی کا امین و حامل ساری امت کو بنایا۔ اسی لیے اس نے امربالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے ہر مسلمان مرد اور عورت کو ذمہ دار اور مسئول ٹھہرایا۔ یہ بات' غزوہ تبوک کے سیاق میں' عالمی مشن کے آغاز کے وقت' واضح کر دی گئی: وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (التوبہ ۹: ۷۱)' اس لیے صرف علما کو ذمہ دار نہ دنیا میں ٹھہرایا جا سکتا ہے' نہ آخرت میں۔ سورۃ الاحزاب' سورۃ سبا اور دیگر مقامات پر مذکور ہے کہ لوگ اپنے پیشواؤں اور رہنماؤں کو موردِ الزام ٹھہرائیں گے' لیکن ان کا عذر قبول نہیں کیا جائے گا۔

بین الاقوامی تبلیغ کے بارہ میں آپ نے جو تحریر فرمایا ہے وہ کسی غلط فہمی پر مبنی محسوس ہوتا ہے۔ جماعت تو اپنی ساری مساعی پاکستان ہی پر مرکوز کیے ہوئے ہے۔ بری بھلی جیسی کچھ بھی وہ ہیں۔

عورت کی حکمرانی یقیناً غلط ہے' لیکن اس ملک کا مقدر عورت نہیں' ظالم اور جابر' جمہوری اور فوجی' آمر ہی رہے ہیں۔ وہ مرد تھے' وہی سارے بگاڑ کے ذمہ دار ہیں' انھی کے ماتحت سارے غیراسلامی کام دھڑلے سے ہوتے رہے۔ (خ - م)